حضرت مولانا محمد عبدالحئی (فاضل دیو بند)
محمدی جامع مسجد جام پور

# ہم نے بھی ربوہ دیکھا
# آنکھیں میری باقی ان کا

غالباً ۱۹۵۸ء کی بات ہے مرزائی روزنامہ الفضل (ربوہ) میرے زیر مطالعہ رہتا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ ربوہ کا سالانہ جلسہ جسے قادیانی حج کا درجہ دیتے ہیں بچشم خود دیکھنا چاہئے۔ اور امت مرزا اور انکے کارناموں کا قریب سے مشاہدہ ہونا چاہئے۔ تب ربوہ میں کسی مسلمان کے بلا اجازت رہنے کا تصور بھی نہ تھا چنانچہ میں نے پہلے ایک خط دفتر جلسہ سالانہ کو لکھا کہ

۱۔ میں ایک سنی العقیدہ مسلمان ہوں، ختم نبوت کا قائل ہوں، کیا مجھے تمھارے سالانہ جلسہ میں شرکت اور شمولیت کی اجازت ہوگی۔

۲۔ چونکہ میں مسلمان ہوں مجھے وہ ذبیحہ چاہئے جو ایک مسلمان کے ہاتھ کا ذبیحہ ہو۔ مرزائیوں کو میں غیر مسلم سمجھتا ہوں، کیا مجھے تمھارے شہر ربوہ میں کسی مسلمان کا ذبیحہ اور طعام میسر ہو سکے گا۔

۳۔ میں چونکہ ناواقف ہوں، کیا ہوسٹل یا سرائے یا قریب رہائش کیلئے کوئی مکان میسر آ سکے گا

۴۔ اور مجھے اپنی نماز اور عبادت ادا کرنے کی اجازت بھی ہوگی۔

یہ خط میں نے افسر جلسہ سالانہ کو ارسال کیا جو اس وقت مرزا طاہر تھا اور جو اب خلیفہ ہے مجھے مولوی عبد اللہ تونسوی مولوی فاضل جو نائب افسر جلسہ سالانہ تھے نے جواب بھیجا کہ

۱۔ آپ بلا تامل جلسہ میں تشریف لائیں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی

۲۔ ہمارے جلسہ کا جملہ انتظام ٹھیکیداری سنی العقیدہ لوگوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے آپ کو حلال ذبیحہ بلا تکلف ملیگا۔ (واللہ اعلم یہ صحیح تھا یا نہیں)

۳۔ آپ ہمارے مہمان ہونگے۔ آپ کو ہر قسم کی سہولت دی جائے گی آپ کا نمبر آپ کو ارسال ہے۔

۴۔ آپ اپنی عبادت ادا کرنے میں آزاد ہونگے۔

امت اقادیانیہ کے اس نظم اور رواداری پر حیران ہوا ارادہ سفر کر لیا اور مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب (حال خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد) میرے رفیق سفر تھے۔ ہم ملتان پہنچے، جاتے ہوئے حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ جالندھری شیخ الحدیث و مہتمم خیر المدارس کو ملنے کے لئے چلے گئے اور شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت کے پوچھنے پر جملہ پروگرام ان سے ذکر کیا حضرت نے چنیوٹ میں مولانا محمد حسین کے نام خط دیدیا اور وہیں ٹھہرنے کی ہدایت فرمائی۔ براستہ لائل پور (فیصل آباد) ہم روانہ ہوئے مرزائیوں کے زنانہ و مردانہ قافلے عقیدت سے ربوہ جا رہے تھے اور بڑی مسرت و شادمانی ان کے چہروں پر تھی۔ اپنے خلیفہ کی زیارت کا شوق ان کو کشاں کشاں لئے جا رہا تھا۔ ان کی عقیدت اور فرط شوق کو دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکلا

لقد زین الشیطان اعمالہم — بے شک شیطان نے ان کے اعمال سنوار سجا کے پیش کئے ہیں۔

———— — ———— — — ———— جمعہ کا دن تھا ہم چنیوٹ پہنچے رفقاء سفر کو معلوم نہ تھا کہ ہم مسلمان ہیں ان کا اصرار تھا کہ ان کے "حضرت صاحب" کے پیچھے نماز جمعہ کا شرف حاصل کریں اور حضرت خلیفہ صاحب کی زیارت جملہ گناہوں کا کفارہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم نے کہا کہ ہماری نماز وہاں نہیں ہوتی اور چنیوٹ اتر گئے۔ جمعہ ادا کیا شام کو ربوہ چلے گئے اور واپس آ گئے۔

اگلے دن صبح ہفتہ کو ہم ان خطوط کو لے کر افسر جلسہ سالانہ کا شکریہ ادا کرنے گئے تو وہ ہمارے انتظار میں تھے ہمیں خوش آمدید کہا اور ہماری بڑی آؤ بھگت کی اور اصرار کیا کہ آپ یہاں ٹھہریں ہم نے بہت معذرت کی لیکن ان کا شدید اصرار تھا کہ کم از کم ان سے چائے پی لیں چنانچہ ان کے ہمراہ کیفے فردوس میں گئے اور بڑی میز کے سامنے بیٹھ گئے تقریباً چھ افراد جو مولوی فاضل یا گریجویٹ معلوم ہوتے تھے ہمارے ساتھ چلے۔ میزبان کی عیاری و مکاری بھی دیکھ یا میزبان کی پختہ زناری بھی دیکھ۔ ہم آٹھ افراد میز کے گرد بیٹھ گئے چائے پیسٹریاں اشیاء خوردنی رکھے گئے اب ارشاد ہوا ذرا ٹیبل ٹاک' تو ہونی چاہئے۔ مولوی عبداللہ (مرزائی) کہنے لگے میں بھی ڈیرہ غازیخان کا ہوں حب الوطن من الایمان۔

آپ ہمارے علاقہ اور ضلع کے ہیں۔ ہم نے کہا فرمایئے ارشاد ہوا کہ ہمیں اسلام کا ایک فرقہ مان لو جس طرح دیوبندی۔ بریلوی۔ حنفی۔ شافعی۔ اہل حدیث وغیرہ ایک فرقہ ہیں (اور ہماری بڑی تعریف کرنے لگے کہ تم نے صاف صاف ہمیں کہہ دیا کہ ہم غیر احمدی ہیں وغیرہ وغیرہ)۔ ہم نے کہا فرمایئے! زبان مناظرانہ ہو گی یا پارلیمانی؟

جواب ملا نہیں پارلیمانی اور محبت کی زبان ہو۔

ہم نے کہا جب تک درخت کا تنا ایک نہ ہو کبھی بھی متفرق شاخوں میں وحدت نہیں ہوتی۔ اگر کیکر کا درخت شیشم کے ساتھ کھڑا ہے۔ شاخیں ملی ہوئی ہیں تو وہ دونوں درخت علیحدہ علیحدہ کہلائیں گے۔ کبھی بھی ایک درخت نہیں کہلائے گا۔ تمہار اور ہمارا تنا (اصل بنیاد) متفرق ہے لہٰذا وحدت نہیں ہو سکتی تو پھر آپ کو اسلام کا فرقہ کس طرح تسلیم کریں۔

اس پر نائب افسر جلسہ سالانہ نے کہا بنیاد یا تنا کیا ہے اسکی تشریح کریں جب کہ ہم بھی تمہاری طرح اسلام کے مدعی ہیں۔ ہم نے کہا کہ بنیاد (تنا) نبوت ہے۔ عیسائیت۔ یہودیت۔ اسلام نبوت کی بنیاد کی شاخیں ہیں۔ ورنہ اہل کتاب ہونے میں یہ بھی مشترک ہیں۔ خاص حالات میں اہل کتاب سے نکاح بھی جائز ہے۔ لیکن وحدت نہیں ہے۔ چونکہ تمہارا نبی مرزا غلام احمد آنجہانی ہے تم نے اپنا تشخص عام مسلمانوں سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ تمہارے رشتے ناطے مسلمانوں سے نہیں ہوتے تم مسلمانوں کا جنازہ تک نہیں پڑھتے۔ تمہاری عیدیں علیحدہ ہیں پھر کیا یہی وحدت ہے جسکی طرف تم بلاتے ہو۔ مولوی عبد اللہ مرزائی نے کہا ہم احمدی ہیں ہماری نسبت حضور کی طرف ہے ہمارے نبی کا نام غلام احمد تھا وہ ظلی بروزی نبی تھے۔ حضور کے صدقہ اور طفیل انکو نبوت ملی۔ یہ نبوت کے منافی نہیں ہے۔ ہم نے کہا تمہارا احمدی ہونا ایک فریب ہے تم نسبت مرزا صاحب کی طرف کرتے ہو اور مرزا صاحب کا نام تو غلام احمد تھا۔ احمد مضاف الیہ ہے نسبت مضاف کیطرف ہوتی ہے مضاف الیہ کی طرف نہیں کیا عبد اللہ کا باغ خدا کا باغ کہلائے گا؟ خلیفۃ اللہ کی بیوی مضاف الیہ کی بیوی کہلائیگی۔؟ مضاف اور مضاف الیہ میں تغایر ہوتا ہے اور موصوف صفت میں وحدت ہوتی ہے صاف ظاہر ہے کہ احمد کوئی اور ہے اور غلام کوئی اور۔ اور غلام کبھی بھی اصل کی مسند پر جانشین نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہیں مرزا صاحب آنجہانی کیطرف نسبت مطلوب ہے تو تم "غلمدی" تو کہلا سکتے ہو احمدی نہیں نسبت ایک دھوکہ ہے جس سے یورپ اور ایشیا میں تم شکار کھیل رہے ہو۔ رہا مرزا صاحب کا ظلی۔ بروزی نبی ہونا یہ اسلامی عقائد کی اصطلاحات میں تحریف ہے اس کا کوئی اصل ثابت نہیں

لو کان بعدی نبیا لکان عمر (الحدیث)

وہاں ظلی بروزی کیوں نہیں فرمایا ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد دوسری نبوت کا تصور مطلق حرام ہے ۔ اکمال دین کے خلاف ہے ۔ اچھا بتایئے مرزا صاحب نبی تھے تو کوئی کارنامہ بھی سرانجام دیا ہے ۔

نائب افسر جلسہ سالانہ نے کہا کہ حضرت نے مسلمانوں کے اندر ایک فرسودہ مسئلہ حیات مسیح چل رہا تھا اسکی وضاحت کی اور اسکو غلط بتلایا ۔ تم تو علماء ہو انکی ریسرچ کی داد دو ۔

ہم نے کہا آپ اس عمر میں کیوں دھوکا دیتے ہو میں خطبات احمدی سر سید احمد خان مرحوم کو تازہ پڑھ کے آیا ہوں سر ولیم میور کے جواب میں یہ تحقیق سرسید مرحوم کی ہے یہ اس کا چبایا ہوا لقمہ ہے کچھ تو لحاظ کرو ۔ اس پر ایک مرزائی مندوب نے کہا کہ حضرت نے نظام خلافت قائم کیا ہے اور میاں محمود احمد صاحب ہمارے خلیفہ ہیں ہم ستر ہزار آدمیوں کو روٹی ایک وقت میں کھلا دیتے ہیں ۔

اس پر میں نے کہا میاں صاحب کے کارنامے تاریخ احمدیت میں پڑھے ہیں مولانا عبد الکریم مباہلہ اور فخرالدین ملتانی کے مکتوبات بھی پڑھ چکا ہوں کیا ان کارناموں پر تم فخر کرتے ہو یہ تمہارا نظام خلافت ہے ۔ رہا ستر ہزار کا روٹی کھلا دینا یہ ٹھیکہ مجھے دے دو میں کھلا دونگا ۔ تیمور لنگ جب بایزید یلدرم کے مقابلے کے لئے گیا تھا تو نو لاکھ فوج ساتھ تھی وہ انکو کتنی جلدی کھانا کھلا دیتا تھا اور سائنسی ترقی نہ ہونے کے باوجود کتنی جلدی سفر کر رہا تھا ۔

بایزید یلدرم رحمتہ اللہ علیہ عیسائیت کے محاذ سے پلٹا اور اتنی تیزی سے فتوحات کر چکا تھا کہ اس کا لقب یلدرم (بجلی) پڑ چکا تھا کیا اس دور میں یہی نظام خلافت تمہاری صداقت کی دلیل ہے ۔

اسپر وہ لوگ چونک اٹھے کہنے لگے اچھا جی چلیں ہم آپ کو تعلیم الاسلام کالج اور دیگر مقامات کی سیر کرائیں اور غیر ملکی مہمانوں سے متعارف کرائیں بحث کو ہم ختم کرتے ہیں ۔ کیونکہ دکھتی رگ پر ہاتھ پڑ گیا تھا ۔ اب ہمیں یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ اخلاص اور محبت کی دعوت نہ تھی بلکہ ہمیں شکار کرنا ہی مقصود تھا ۔

اے کبک خوش خرام تو خوش میروی بناز
غرہ مشو کہ گربہ زاہد نماز کرد

اب چونکہ ہم نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا ۔ بھلا " تاریخ احمدیت " اور فخرالدین ملتانی اور عبد الکریم مجاہد کے مضامین دیکھنے کے بعد کون ان کے فتنہ میں آ سکتا تھا اور کون ایسی خلافت کی حرکات اور دام تزویر میں پھنس سکتا تھا ۔ مرزائیوں کے سالانہ جلسہ کا گراؤنڈ کافی وسیع و عریض تھا تقریبا ستر ہزار سے ایک لاکھ تک سامعین و زائرین موجود تھے رضاکار فورس نے جلسہ کا انتظام سنبھال رکھا تھا ۔ عورتوں کے اجتماع میں کافی گہما گہمی تھی " لجنہ اماء اللہ نے (جو کالج اور سکولوں کی ینگ لڑکیوں تھیں) انتظامات سنبھال رکھے تھے ۔ دفتر تبلیغ میں لوگ جوق در جوق چندہ دے رہے تھے ۔ قصر خلافت میں خلیفہ سے ملاقاتیں ہو رہی تھیں ۔ کالج اور سکولوں میں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے اور ان سب کا خورد و نوش انتظام وہیں تھا سب لوگ نظم سے کھانا کھا رہے تھے ۔ اب ذرا تفصیل ملاحظہ ہو ۔

☆ ربوہ شہر پہاڑیوں میں گھرا ہوا ہے ۔ مشرقی جانب دریائے چناب بہہ رہا ہے یہ زمین آنجہانی ظفر اللہ خان نے مرکزی حکومت سے انجمن احمدیہ کے نام کرا لی یہ کروڑوں روپے کی جائیداد غالبا تین پائی فی مرلہ کے حساب سے انکو دے دی گئی ۔ یہ شہر تقریبا پچاس ہزار آبادی پر مشتمل ہے اس میں ایک مرلہ زمین کسی غیر کی نہیں جس پر خلیفہ قادیان قابض ہے ۔ اس شہر میں فلک شگاف کوٹھیاں اور ایوان محمود ۔ قصر خلافت ۔ دفاتر ۔ پریس ۔ کالج ۔ سکولز اور تجارتی مراکز ہیں جب کسی مرزائی کو زمین

الاٹ کر دی جاتی ہے وہ تعمیر کرتا ہے تو وہ ملکیت بدستور انجمن احمدیہ کی رہتی ہے ۔ وہ صرف قابض ہوتا ہے اگر وہ مذہب تبدیل کرے تو اس مکان تعمیر شدہ یا کوٹھی سے خودبخود محروم ہو جائیگا ۔ وہ مکین جب ملازمت یا کسی کاروبار میں چلا جائیگا کو کچھ فی صد آمدنی انجمن کو دینی پڑیگی ۔ مرنے کے بعد قبرستان ٹیکس ( بہشتی مقبرہ ) کیلئے تقریباً ۱۶ را حصہ جائیداد دینی پڑیگی ۔ مرد ۔ عورتیں ۔ بچے ۔ ملازم ۔ تاجر سب پر ٹیکس ( چندہ ) لازم ہوتا ہے ۔ اب فرمائیے یہ مجبور بندے جو ملازمت یا روزگار یا کسی جھانسے میں پھنس گئے ہیں کب اس دلدل سے نکل سکتے ہیں پھر ان کے مستقبل کا کاروبار ۔ شادیاں ۔ نکاحات ۔ رشتہ داریاں ان سے ہو جاتی ہیں ۔ ہم سوچتے تھے شاید ہی کسی دن کا سورج اس ربوہ کو آزاد دیکھ سکے گا ۔ بھلا ہو مجلس احرار اسلام کا اور تحفظ ختم نبوت کا اور ان مظلوم طلباء کا جن کی قربانیوں سے اتنا ہوا کہ اب ربوہ میں مسئلہ ختم نبوت کا اعلان تو سنا جاتا ہے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی جماعت مجلس احرار اسلام نے سب سے پہلے ۱۹۷۶ء میں اس سرزمین کفر پر مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد قائم کی اور اب وہاں مسلمانوں کی کئی مساجد آباد ہیں جن سے توحید و ختم نبوت کے ایمان افروز نعرے بلند ہوتے ہیں ۔ سارے ملک میں یہ واحد بدنصیب شہر ہے جو صرف اور صرف کفر کی ملکیت ہے ۔ پرستاران حق نے کبھی سوچا بھی ہے کہ کس طرح سے مظلوم پھنس چکے ہیں اور کفر کے نظام نے اسلامی سٹیٹ میں حق کی آواز کو مفلوج کر رکھا ہے ۔ یہ حکومت کے اندر حکومت ہے ۔ اسی ربوہ کی عدالت اپنی ہے یہ پوپ ( خلیفہ ) جو اپنی من مانی کرتا ہے اور یہاں جو مذہب اخلاق عصمت دولت اور تقدس پامال کیا جاتا ہے اس کی نظیر شاید دنیا میں کہیں نہ مل سکے گی ۔ اگر اسکی تفصیل میں جائیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے ۔ ( انا للہ وانا الیہ راجعون )

## جلسہ میں مقررین کے خطبات

مختلف عنوانوں پر تقریریں جاری تھیں دوسرے دن شام تقریر کا عنوان تھا " کمالات مصطفیٰ " اس تقریر پر تقریباً ۴۰ الوگ حاضر ہوئے ۔ گراؤنڈ خالی رہا لوگ چل پھر رہے تھے اور مقرر نے کوئی خاص دلسوزی اور عقیدت نہ دکھائی ۔ دوسرے دن تقریر کا عنوان ٹھہرا " کمالات حضرت صاحب " ( مرزا غلام احمد ) پھر کیا تھا گراؤنڈ بھر گیا قطار در قطار سامعین آ رہے تھے اور سردھن رہے تھے یہ حالت دیکھ کر خود سمجھیں ایک مسلمان کے دل پر کیا بیتی ہوگی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سننے کیلئے تو کوئی شوق نہیں ظلی بروزی طفیلی پیغمبر کیلئے ( بقول انکے ) یہ مجمع سردھن رہا ہے اس فریب کاری کو دیکھ کر ان کی تبلیغ اور خدمت اسلام کی حقیقت واضح ہوئی ۔ یہ لوگ تبلیغ اسلام کے نام پر یورپ ۔ ایشیا ۔ امریکہ ۔ شرق وسطیٰ میں پیسہ کماتے ہیں اور یہ انکی حقیقت ہے ۔

بیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر را

## رلوائے احمدیت کی پرچم کشائی

ظہر کے بعد خلیفہ صاحب تشریف لائے ۔ آگے پیچھے محافظ فورس تھی بسطرح ایک ہزہائی نس ( والی ریاست ) دربار میں تشریف لاتا ہے اور پھر لوائے احمدیت ( مرزائیوں کا مخصوص جھنڈا یا علم ) لایا گیا خلیفہ نے اس کی پرچم کشائی کی ۔ یہ منظر اہل دید تھا بڑی عقیدت اور جوش سے مرزائی اس پر فریفتہ ہو رہے تھے خلیفہ صاحب نے دیدار کرایا اور آخری تقریر کی ۔ ان مصنوعی خلیفہ کے یہ عادات اور اطوار قابل دید تھے ۔ واقعی سچ ہے ۔ زین لہم الشیطان اعمالہم ۔ یہی وہ خلیفہ تھا جسکی داستان روحانیت تاریخ احمدیت وغیرہ میں مرقوم ہے جس کے عینی شاہد مولانا عبد الکریم مباہلہ ( سابق امام مسجد قادیان اور صحابی مرزا ) اور فخر الدین ملتانی ۔ عبد الرحمن مصری اور ارکان جماعت لاہوری و کارکنان مجاہدین احرار اسلام ہیں ۔ سلطنت برطانیہ کی تدبیر اور

ہماری غفلت نے آج یہ دن ہمیں دکھلائے ۔ (اس لوائے احمدیت پر قادیان کا منارہ چھایا ہوا ہے)

## خبیث اصطلاح

عالم اسلام میں سرکار دو جہاں جناب آقائے کل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ مدینہ شریف کے مکین اور متوطن ہونے کے مدنی کہا جاتا ہے اور ابتدائی زندگی اور پیدائش مکہ کی وجہ سے مکی کہا جاتا ہے اب ذرا ان آئمہ تلبیس کی شقاوت ملاحظہ کریں کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد کو حضرت قدنی کہتے تھے ۔ چونکہ ہم نبی کریم کو مدنی کہتے ہیں اس کے بالمقابل یہ مرزا کو قادیان کی نسبت سے اور حضور کے مقابل کے پیش نظر "مرزائے قدنی" یا حضرت قدنی کہہ کر پکار رہے تھے ۔ حالانکہ قادیانی تو نسبت ہو سکتی ہے قدنی کہاں کیا یہ طفیلی کی شان ہے کہ اصل کے مقابل اعزاز حاصل کرے ۔ یہ اسلام کے باغی ۔ نبوت نبوی کے منکر نئی نبوت کے قائل ۔ حضور کے دشمن تو ہو سکتے ہیں ۔ ہمارا ایمان تو حضرت مدنی پر ہے ہم قدنی کی نبوت کو کفر اور لعنت سمجھتے ہیں ۔ اور اس اصطلاح کو بغاوت تصور کرتے ہیں ۔ اعاذنا اللہ منہم ۔ بلکہ یہ طبقہ یہاں تک چلا گیا ہے کہ اکمل مرزائی شاعر ہے وہ اپنے جذبات کو اس انداز میں بیان کرتا ہے (جس پر مرزائی سر دھنتے ہیں) ۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
جو پہلے سے بھی بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(قادیانی)

بلکہ مرزا غلام احمد کی بیوی کو (نعوذ باللہ) ام المومنین کے نام پر پکارا جاتا ہے اور مرزا کے دیکھنے والوں کو صحابی کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ چہ نسبت خاک را باعالم پاک ۔ امہات المومنین کے متعلق ارشاد خداوندی ہے ۔ لستن کاحد من النساء ۔ احد نکرہ ہے النساء معروف باللام ہے الف لام استغراق کا ہے یعنی دنیا کی کوئی بھی عورت تمہارے برابر نہیں (خواہ سیدہ مریم خواہ آسیہ خواہ سیدہ فاطمہ کیوں نہ ہوں) یہ مرزائی ام المومنین ایسی ہے جس سے جھنڈا سنگھ (سکھ) روایت کرتا ہے یہ نسبت اور یہ حدیث اور یہ تعلق ہم اس تمہ کو نہیں پہنچ سکتے دریں ورطہ شد غرق کشتی ہزار ۔

خدا جانے اندرون خانہ کیا کیا ہے
مسجد اقصیٰ بھی ہے بہشتی مقبرہ بھی

## مرزائیوں کی فریب کاری

غیر ملکی یا ملکی مہمان جب بھی ان کے مہمان خانہ پہنچتے ہیں تو پہلے انکو تبلیغ اسلام کرتے ہیں یہ تصور دلاتے ہیں کہ ہم نے یورپ ایشیاء افریقہ مشرق وسطیٰ میں عیسائیت سے محاذ قائم کر رکھا ہے اور اس قسم کا لٹریچر پیش کرتے ہیں ہمہ قسم کی مہمان نوازی کے بعد اگر ملازمت یا تعلیم یا تجارت یا رشتہ کی ضرورت ہو تو امداد کی پیش کش کرتے ہیں پھر ایسا جال میں پھنساتے ہیں کہ اس کے لئے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ کیمدون کیدا ۔ کی عملی تصویر ہیں اس سلسلہ میں جب ہم اپنے گھر پہنچے تو ربوہ سے خط ملا کہ آپ اپنے تاثرات بھیجیں ۔ فرمایئے ہمارا کیا تعلق آئے اور گئے مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی عنوان اپنا ملے گا جس میں ہماری مہمان نوازی کی یا تبلیغ کی یا نظام کی یا ہماری اجتماعیت کی کی تعریف ہو گی تو اسے خوب اچھالیں گے دوسرا تعلق پیدا ہو جائے گا آئندہ ہو سکتا ہے کہ شکار ہاتھ آجائے لیکن میں نے جواب میں واضح لکھا کہ تم ایک شاطر وکیل کی طرح ہو جو موکل کو صرف

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)